کیا مسلمان ملک کے ساجھے دار نہیں ۔ چیف منسٹر تلنگانہ کا سوال؟

ڈاکٹر سید فاضل حسین پرویز

تلنگانہ کے چیف منسٹر ریونت ریڈی اپنی دھن کے پکے ہیں‘ جو ارادہ کرتے ہیں پورا کرتے ہیں‘ یہ تو مشہور ہے۔ اور انہوں نے اپنے سیاسی کیریئر کے دوران اسے ثابت بھی کیا ہے۔ وہ ایک اچھے انسان ہیں‘ اور سیاستدان ہونے کے باوجود انسانی اقدار پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کا بھی انہوں نے مظاہرہ کیا ہے۔ حالیہ عرصہ کے دوران ریونت ریڈی کے دو انٹرویوز بے حد مشہور ہوئے۔ ایک تو ’وائر‘ کیلئے عارفہ خانم کا بے لاگ انٹرویو اور دوسرا ”آپ کی عدالت“ میں رجت شرما کے تیکھے سوالات جس کا ریونت ریڈی نے مدلل اور سلجھے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

دونوں ہی انٹرویوز کے دوران ریونت ریڈی ایک قدآور، مدبر سیاستدان ہی نہیں‘ ایک عظیم انسان بھی نظر آئے۔ آپ کی عدالت میں پینال کوڈ اور سیول کوڈ کے فرق کو سمجھانے کی کوشش کی‘ وہیں اس فرق کو واضح کرتے ہوئے انہوں نے ملک میں یکساں سیول کوڈ کی مخالفت بھی کر دی۔ جس طرح ایک ٹیچر کلاس روم میں سمجھاتا ہے کہ پینال کوڈ سب کے لئے مساوی ہے اور سیول کوڈ ہر مذہب کے ماننے والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہے۔ اس طرح ریونت ریڈی نے رجت شرما کے توسط سے وزیر اعظم کو سمجھایا ہے کہ کس طرح خود او بی سی ہندوؤں میں سینکڑوں رسومات ہیں‘ آدی واسیوں کے طریقے علیحدہ ہیں‘ کرسچن اور مسلمانوں کے رسوم و رواج علیحدہ ہیں۔ ان سب کو ایک لاٹھی سے کیسے ہانکا جاسکتا ہے۔ ریونت ریڈی نے تو اچھے انداز میں سمجھایا۔ کاش جسے سمجھانے کی کوشش کی گئی ان کی سمجھ میں یہ بات آجائے۔ جو بھی ہو انہوں نے حکومت تلنگانہ کا موقف رکھا ہے۔ جو تلنگانہ کے مسلمانوں، عیسائیوں کیلئے طمانیت کا باعث ہے۔ وہیں دوسری ریاستوں سے تعلق رکھنے والی اقلیتوں کیلئے بھی رہنمایانہ ثابت ہوسکتا ہے۔ مسلمانوں کو خوش کرنے کی پالیسی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے خود رجت شرما سے یہ سوال کیا کہ کیا مسلمان اس ملک کے ساجھے دار نہیں ہیں؟ یہ بڑا اہم سوال ہے۔ جس کا جواب مودی اور ان کے ہم خیال دیں‘

رجت شرما بی جے پی کے منظور نظر ہیں۔ اعلیٰ قیادت سے قریب ہیں۔ ارون جیٹلی کے ساتھی رہے ہیں۔ سوالات کرنے کا ان کا انداز، معنی خیز مسکراہٹ، نرم دھیما لہجہ، آپ کی عدالت کی کامیابی کا راز ہے۔ وہ غیر محسوس طریقہ سے بی جے پی کی حمایت کرتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے حیدر آباد پارلیمانی حلقہ سے بی جے پی کی امیدوار مادھوی لتا کو اسی انداز سے پیش کیا گویا وہ اس کی مہم میں شریک ہیں۔ انہوں نے اسد اویسی کے خلاف سوالات کے طور پر لقمے بھی دیئے‘ بلکہ مادھوی لتا کے لئے انتخابی نعرہ ”جب سے آئی مادھوی لتا......اویسی ہوگئے لاپتہ“ بھی دیا۔

انہوں نے اسد اویسی کو بھی آپ کی عدالت میں پیش کیا تھا مگر ان کا ہر سوال جارحانہ تھا۔ ریونت ریڈی کو عدالت میں پیش کرکے انہیں شاید افسوس ہوا ہوگا کیوں کہ تلنگانہ کے چیف منسٹر کو اپنے من کی بات ریڈیو کے بجائے ٹی وی کے ذریعہ نہ صرف تلنگانہ بلکہ ہندوستان کی عوام تک پہنچانے کا سب سے بہترین پلیٹ فارم مل گیا۔ ریونت ریڈی نے ایک طرف اپنے موقف کی وضاحت کی تو دوسری طرف مودی اور بی جے پی پر کڑی تنقید کی۔ جنوبی ہند کے ساتھ ان کی ناانصافیوں کا پردہ فاش کیا۔ اور ببانگ دہل کہا کہ بی جے قیادت نے گجرات اور یوپی کو نوازا ہے۔ تمام اعلیٰ عہدوں پر یوپی، گجرات کے قائدین فائز ہیں اور تلنگانہ سے صرف کشن ریڈی کو نمائندگی دی گئی۔

ایک تقریب کے دوران مودی کو بڑا بھائی کہنے سے متعلق بھی انہوں نے اچھے انداز سے وضاحت کی۔ اڈانی سے خوشگوار تعلقات سے متعلق بتایا کہ انہوں نے مودی کی طرح اڈانی کو مختلف ادارے حوالے نہیں کئے بلکہ انہیں تلنگانہ میں سرمایہ کاری کی ترغیب دی۔ جو بھی تلنگانہ میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہے اس کے لئے دروازے کھلے ہیں۔ ریونت ریڈی کی تلگو آمیز ہندی اور ان کی روانی‘ ہر شعبہ سے متعلق ڈیٹا کا ازبر یاد رہنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ انہوں نے ہوم ورک پر بڑی محنت کی ہے۔ صرف تلنگانہ نہیں بلکہ ہندوستان کی ہر ریاست سے متعلق ان کی معلومات غیر معمولی اور قابل ستائش ہیں۔ کے سی آر سے سیاسی دشمنی کا اعتراف کرتے ہیں۔ انہیں یاد ہے کہ بیٹی کی منگنی کے وقت کے سی آر نے انہیں ضمانت نہیں دی تھی۔ اس کے باوجود جب رجت شرما ان سے سوال کرتے ہیں کہ اگر انہیں موقع ملے تو کیا وہ کویتا سے انتقام لیتے؟ ریونت ریڈی اعلیٰ ظرفی کے ساتھ کہتے ہیں کہ لڑائی کے سی آر سے ہے ان کی بیٹی سے نہیں۔ وہ باپ کا انتقام بیٹی سے نہیں لیتے۔

اروند کیجریوال کی گرفتاری پر ان کی تنقید کو یقینی طور پر ساری دنیا اور انصاف پسند سیاست دانوں نے سراہا ہوگا۔ ریونت ریڈی نے مودی سے سوال کیا کہ جس شراب کے ٹھیکیدار کی رقم کے الیکشن میں استعمال پر کیجریوال کو جیل بھیجا گیا اسی ٹھیکیدار نے بی جے پی کو الکٹورل بانڈ کے ذریعہ کروڑوں روپے کا ڈونیشن دیا۔ اور جب مقدمات دائر کئے گئے ثبوت بھی ہیں تو دو سال سے کیوں خاموشی اختیار کی گئی۔ اور عین الیکشن سے پہلے کیجریوال اور سورین کو گرفتار کیا گیا تاکہ وہ انتخابی مہم میں حصہ نہ لے سکیں۔ اس اقدام کے خلاف منفی اثر انتخابی نتائج پر ہوگا۔

ریونت ریڈی نے نریندر مودی سے متعلق بتایا کہ 2014ء سے 2024 کے درمیان انہوں نے 130 لاکھ کروڑ روپے کا قرض لیا جبکہ ان کے پیشرو 14 وزرائے اعظم نے 67 برس میں مجموعی طور پر 55 لاکھ کا قرض لیا تھا۔ آخر مودی جی نے جو قرض لیا اس کی رقم کس کے جیب میں گئی۔

ریونت ریڈی کے جوابات، ان کے طنزیہ اور ریمارکس پر آپ کی عدالت میں شامل سامعین جن میں اکثریت نوجوانوں کی تھی‘ جو مسلسل تالیاں بجاتے رہے۔ رجت شرما نے مودی کا نعرہ ”اس بار 400 کے پار“ سے متعلق سوال کیا تو ریونت ریڈی نے کہا کہ اب جتنی تعداد میں بی جے پی ارکان ہیں وہ انتہا ہے‘ اس سے زیادہ کے لئے مودی جی کو پاکستان میں الیکشن لڑنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ اب رام مندر کا نعرہ اثر نہیں دکھا رہا ہے۔ ویسے رام مندر کا کریڈٹ مودی جی نے لے لیا‘ ورنہ شیلانیاس تو راجیو گاندھی کے دور میں ہوا تھا۔ بی جے پی الیکشن 2024 میں زیادہ سے زیادہ 240 نشستوں پر کامیابی حاصل کرے گی۔ وہ مختلف ریاستوں میں مختلف علاقائی جماعتوں سے اتحاد اس لئے کر رہی ہے کہ اسے اپنی کمزوری کا احساس ہے۔ الیکشن 2024ء میں انہیں نوجوان سبق سکھائیں گے۔ اس وقت 62% نوجوان بے روزگار ہیں۔

ریونت ریڈی نے یہ بھی بتایا کہ اگر وہ چاہتے تو بہت پہلے برسر اقتدار جماعتوں میں شامل ہوجاتے‘ منسٹر بن جاتے مگر اپوزیشن کو ترجیح دیتے ہوئے انہوں نے عوامی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی۔

رجت شرما نے راہول گاندھی کے رویہ اور اکثر پارٹی ورکرس کو وقت نہ دینے کی شکایت کا ذکر کیا تو ریونت ریڈی نے اس کی وجہ بھی بتادی کہ اگر کوئی راہول گاندھی سے اپنے ذاتی مفاد‘ عہدہ وغیرہ کے لئے ملتا ہے تو اسے بہت کم وقت دیتے ہیں۔ اگر اس کے برخلاف پارٹی مفاد کی بات ہوتی ہے تو ان کے پاس وقت کی کمی نہیں۔ خود ریونت ریڈی نے راہول گاندھی سے پہلے ملاقات کی تو پارٹی کی ترقی سے متعلق اپنے منصوبے پیش کئے چنانچہ دس منٹ کی ملاقات ڈیڑھ گھنٹہ تک چلتی رہی۔

کے سی آر کی تلنگانہ میں اقتدار پر واپسی کے خارج از امکان قرار دیتے ہوئے ریوت رنڈی نے کہا کہ مسز سونیا گاندھی نے تلنگانہ دیا‘ اگر وہ منظوری نہ دیتیں تو سو سال تک بھی تلنگانہ کا خواب پورا نہ ہوتا۔ کانگریس نے تلنگانہ دیا اور اب تلنگانہ کانگریس کے ہاتھ میں ہے۔

ریونت ریڈی نے مجلس اور اس کے قائد بیرسٹر اسدالدین اویسی متعلق بھی بہت ساری باتیں کہیں۔ ان کی خود اعتمادی، مستقبل کے عزائم قابل ستائش ہیں۔ اب پارلیمانی انتخابات سر پر ہیں۔ سروے رپورٹس چونکا دینے والی ہیں۔ اس سروے کے مطابق کانگریس کو سخت آزمائشی حالات سے گزرنا ہے۔ کیا ریونت ریڈی ان حالات پر قابو پاسکیں گے۔ کیا انہیں آزادی سے کام کرنے دیا جائے گا کیا وہ اپنی معیاد مکمل کر پائیں گے‘ بہت سارے سوالات ذہن میں ہیں جس کا جواب ریونت ریڈی کے پاس ہوگا۔ ویسے بھی پارلیمانی انتخابات میں اس کا جواب مل جائے گا۔ ریونت ریڈی کے دونوں انٹرویوز وائرل ہوئے۔ ہر طبقے میں بالخصوص مسلمانوں نے اسے پسند کیا۔ کانگریس کو دس برس بعد تلنگانہ میں اقتدار ملا ہے اور یقینی طور پر مسلمانوں نے اہم رول ادا کیا ہے۔ کانگریس نے جو وعدے مسلمانوں سے کئے انہیں پورا کرنے کی ضرورت ہے۔ چوں کہ گزشتہ الیکشن میں کے سی آر یا بی آر ایس کے وعدوں اور دعوؤں کے جال میں مسلمان پھانس لئے گئے تھے۔ جب انہیں احساس ہوا کہ وہ دو مرتبہ بھی وعدوں سے بہلائے گئے تو انہوں نے اپنا فیصلہ بدل دیا کانگریس کو دور تک جانا ہے اور دیر تک اقتدار پر رہنا ہے تو اپنے وعدوں کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ریونت ریڈی سے امید ہے کہ وہ جو کرتے ہیں وہ کر دکھاتے ہیں!

9395381226

پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سبق آموز جوانی

ابوالکلام انصاری

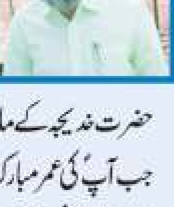

آپؐ کی تمام زندگی بہترین اخلاق و عادات کا مجموعہ تھی۔ جس طرح آپ بچپن میں اعلیٰ اوصاف، عادات واطوار کے مالک تھے اسی طرح آپؐ اپنی جوانی میں بھی ان خصلتوں کے مالک تھے۔ سچائی، دیانتداری، وفاداری، وعدے کی پابندی، بڑوں کی عظمت، چھوٹوں سے شفقت، کمزوروں سے ہمدردی، مہربانی وسخاوت، دوسروں کی خیر خواہی، رحم دلی و نرمی الغرض تمام نیک باتوں اور اچھی عادتوں میں آپؐ بے مثل و بے مثال تھے۔ جرص، فریب، جھوٹ، بدعہدی، شراب خوری، ناچ گانا، لوٹ مار، چوری، فحش گوئی وغیرہ وغیرہ جیسی بری عادتیں جو زمانہ جاہلیت میں بہت عام تھیں آپؐ کی ذات گرامی ان تمام باتوں سے پاک وصاف رہی۔ بلکہ آپؐ کی شان یہ ہے کہ عرب کے اس گرے ہوئے معاشرے میں بھی آپؐ کی شرافت، امانت، دیانت اور صداقت دور دور تک مشہور تھی۔ آپؐ کی جوانی کے واقعات ان بہترین اخلاق و عادات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں جو مندرجہ ذیل میں بیان کی جارہی ہے۔

سوداگری کا کام:

سوداگری اور تجارت قریش کے شریفوں کا سب سے پسندیدہ پیشہ تھا۔ آپؐ نے بھی اپنی معاشی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اسی معزز پیشے کو اختیار فرمایا۔ اللہ نے بھی مال میں برکت تجارت یعنی کاروبار میں ہی رکھا ہے۔

آپؐ کے بہترین اخلاق و عادات اس پیشے میں کامیابی کے ضامن بنے۔ ہر معاملے میں سچا وعدہ فرماتے اور جو وعدہ فرماتے اس کو پورا کرتے۔ آپؐ کی تجارت کے ایک ساتھی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے آپؐ سے اس زمانے میں خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا۔ بات کچھ طے ہو چکی تھی کچھ ادھوری رہ گئی تھی۔ میں نے وعدہ کیا کہ ”پھر آ کر بات پوری کر لیتا ہوں“ یہ کہہ کر میں چلا گیا۔ تین دن کے بعد مجھے اپنا وعدہ یاد آیا۔ دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ آپؐ اسی جگہ بیٹھے میرے آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور جب آیا تو بجائے آپؐ نے غصہ کرنے کے نرمی کے ساتھ اتنا ہی فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی زحمت دی تین دن سے یہیں بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

سائبؓ نامی آپؐ کے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ میرے تجارت میں شریک تھے مگر ہمیشہ معاملہ صاف رکھا۔ نہ کبھی جھگڑا کرتے اور نہ لیپ پوت کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اپنی جوانی میں آپؐ کے تجارت کے ساتھی ہوا کرتے تھے۔ مکہ کے لوگ آپؐ کی معاملگی، دیانتداری اور ایمانداری پر اتنا بھروسہ کرتے تھے کہ بے تامل اپنا سرمایہ آپؐ کے سپرد کر دیتے تھے۔ بہت سے لوگ اپنا روپیہ پیسہ آپؐ کے پاس امانت رکھواتے تھے اور آپؐ کو امین یعنی امانت والا کہتے تھے۔

حضرت خدیجہ کے مال کے ساتھ سفر تجارت:

جب آپؐ کی عمر مبارک 25 سال ہوئی تو ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے آپؐ کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپؐ کی دیانت داری، حسن معاملہ اور ایفائے عہد کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا۔ وہ شہرت حضرت خدیجہؓ کے کانوں تک بھی پہنچی۔ وہ مکہ کی ایک معزز اور مالدار تجارت پیشہ خاتون تھیں اور مکہ معظمہ میں اپنی نیک نامی کے باعث ”طاہرہ“ کے نام سے مشہور تھیں۔ انہوں نے آپؐ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میرا سامان تجارت لے کر ملک شام جائیں جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا دوگنا دوں گی۔ آپؐ نے ان کی یہ پیشکش اپنے چچا ابوطالب سے مشورہ کرنے کے بعد قبول کرلی۔ حضرت خدیجہؓ نے بہت سا سامان تجارت آپؐ کے سپرد کیا اور ایک غلام جس کا نام میسرہ تھا کو بھی رفاقت وخدمت کے لیے ساتھ کر دیا۔ جب آپؐ ملک شام کے مشہور شہر ”بصریٰ“ پہنچے تو وہاں ”نسطورا“ راہب کے عبادت گاہ کے قریب ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ نسطورا نے میسرہ سے فرمایا کہ سوائے نبی کے آج تک اس درخت کے نیچے کوئی نہیں اترا۔ پھر اس نے میسرہ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میسرہ نے جواب دیا کہ یہ شہر مکہ کے بنو ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا نام ”محمدؐ“ اور لقب ”امین“ ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا ان کی آنکھوں میں سرخی رہتی ہے؟ میسرہ نے جواب دیا: ہاں ہے اور وہ ہر وقت رہتی ہے۔ نسطورا کہنے لگا: یہی اللہ کے آخری نبی ہیں۔ مجھے ان میں وہ تمام نشانیاں نظر آرہی ہے جو توریت و زبور میں پڑھی ہیں۔ اس نے میسرہ کو نصیحت کی کہ کبھی ان سے جدا مت ہونا، ان کی خدمت کرتے رہنا، کیونکہ اللہ نے انہیں نبوت کا شرف عطا فرمایا ہے۔

آپؐ سامان تجارت بیچ کر جب مکہ پہنچے تو اس وقت حضرت بی بی خدیجہؓ اپنے مکان کی چھت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں نے یہ منظر دیکھا کہ اللہ کے آخری نبی پر دو فرشتے دھوپ سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔ اس منظر نے حضرت خدیجہؓ کے دل پر گہرا اثر کیا۔ اس بات کا ذکر جب انہوں نے میسرہ سے کیا تو میسرہ نے سفر تجارت کی صداقت و دیانت، حسن وسلوک وغم خواری، معاملات کو سمجھنے اور کاروباری مہارت کے روح پرور مناظر اور نسطورہ راہب کی پیشن گوئیوں کا ذکر کیا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس طرح سے فرشتوں کا سایہ کرنا اس نے بھی سفر میں کئی بار محسوس کیا۔ یہ سن کر حضرت خدیجہؓ کے دل میں آپؐ کے لیے عقیدت ومحبت پیدا ہوگئی۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح:

حضرت خدیجہؓ مکہ کی مالدار اور بہت محترم ومعزز خاتون تھیں۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ قریش کے بنو اسد بن عبدالعزیٰ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب تین واسطوں سے آپؐ سے ملتا ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی آپؓ کا سلسلہ نسب ہے۔ قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان آپؐ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد بن اسد اور والدہ فاطمہ بنت زائدہ تھیں۔ آپؓ کی پیدائش 556ء میں مکہ میں اور وفات 619ء میں مکہ میں ہوئی۔ انہوں نے دو شادیاں کی تھی اور ان کے دونوں شوہر ابوہالہ ہند بن بناش بن تمیم اور عتیق بن عابد مخزوم انتقال کر گئے تھے۔ بڑے امیر وکبیر افراد نے ان کو شادی کے پیغامات بھیجے لیکن انہوں نے تمام پیغامات کو واپس کر دیا اور یہ طے کر لیا تھا کہ اب نکاح نہیں کریں گی۔ لیکن آپؐ کے اخلاق، عادات، برکات اور حیرت انگیز واقعات سن کر ان کا دل آپؐ سے نکاح کی طرف مائل ہوا۔

حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ کو بلایا۔ حضرت صفیہؓ بی بی خدیجہؓ کے بھائی عوام بن خویلد کی بیوی تھیں۔ انہیں بلا کر ان سے آپؐ کے کچھ ذاتی حالات کے بارے میں معلومات لیں۔ پھر اپنے دل کی بات اپنی سہیلی نفیسہ بنت منبہ سے کہی اور نفیسہ نے جا کر نبی کو بتائی۔ آپؐ راضی ہو گئے اور اپنے چچاؤں سے اس معاملے میں بات کی۔ انہوں نے حضرت خدیجہؓ کے چچا سے بات کی اور شادی کا پیغام دیا۔

595ء میں ملک شام کے تجارتی سفر سے واپسی کے تین ماہ کے بعد آپؐ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوگئی۔ روایات کے مطابق اس وقت آپؐ کی عمر 25 سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر 40 سال تھی۔ اس میں آپؐ کی جانب سے شریک ہونے والوں میں جناب ابو طالب اور حضرت حمزہؓ اور حضرت خدیجہؓ کی جانب سے جناب ورقہ بن نوفل وغیرہ شامل تھے۔ خطبہ نکاح جناب ابو طالب نے پڑھا۔ آپؐ نے مہر میں 20 اونٹ دیئے۔

شادی کے بعد جس طرح ہر شخص کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے اسی طرح آپؐ کی زندگی میں ایک نیا موڑ آیا۔ اب تک آپ لوگوں کی بکریاں اور اونٹ اجرت پر چراتے تھے یا مکہ کے تاجروں کا مال لے کر سفر تجارت پر جاتے تھے اور اسے فروخت کرتے تھے لیکن شادی کے بعد آپؐ نے ان سب کاموں کو چھوڑ دیا اور حضرت خدیجہؓ کی تجارت کی نگرانی کرنے لگے اور مستقل طور پر مکہ میں قیام پذیر ہو گئے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر نو:

خانہ کعبہ کی عمارت چند وجوہات کے بنا پر کمزور ہوگئی تھی جس کی وجہ سے تعمیر نو کی نوبت آئی۔ خانہ کعبہ کے بیرونی پردوں کو بخور کی دھونی دی جاتی تھی۔ اس عمل کے دوران ایک مرتبہ ہوا کی شدت سے چنگاریوں نے پردوں میں آگ لگا دی، عمارت کافی پرانی اور کمزور ہو گئی تھی۔ تیز اور موسلا دھار بارش نے عمارت کو بہت نقصان پہنچایا۔ اہل مکہ نے اس کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا۔ آپؐ نے بھی اپنے قبیلہ کے ساتھ اس تعمیر نو میں حصہ لیا۔ اس وقت آپؐ کی عمر 35 سال تھی یعنی نبوت سے پانچ سال پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا واقعہ پیش آیا تھا۔

حجر اسود کے تنازعہ کا فیصلہ:

خانہ کعبہ کے تعمیر نو کے سارے کام خوش اسلوبی سے انجام پائے یہاں تک کہ چار دیواری بھی بلند ہوگئی۔ اس وقت حجر اسود کو اس کے مقررہ مقام پر نصب کرنے کا معاملہ سامنے آگیا۔ ہر قبیلہ اس شرف کو حاصل کرنا چاہتا تھا لہذا اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لیے قبائل میں تنازع ہوگیا۔ اور بات خون خرابے تک پہنچ گئی۔ ایک بزرگ ابو امیہ حذیفہ بن مغیرہ نے یہ مشورہ دیا کہ اس وقت جو شخص سب سے پہلے مسجد کے دروازے سے اندر آئے اسے حکم بنا دیا جائے۔ سب نے اس رائے کو قبول کرلیا۔ اتفاق سے آپؐ مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ کو دیکھ کر سب یک زبان پکار اٹھے ”یہ تو امین ہے۔ ہمیں ان کا فیصلہ منظور ہے“۔ سارا ماجرہ سن کر آپؐ نے ایک چادر منگوائی اور اس میں حجر اسود رکھا اور قبائل کے نمائندوں نے چادر کے کونے کو پکڑ کر حجر اسود کو اٹھا کر دیوار کے قریب کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے سب کی اجازت اور ان سب کی متفقہ وکیل ہونے کی حیثیت سے پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کیا۔ اس طرح آپؐ نے اپنی حکمت و دانشمندی سے فتنہ وفساد کے شعلے کو بجھا دیا اور سب کو مسرت وشادمانی بخشی۔

جفاکشی کی زندگی:

لفظ ”جفاکشی“ جفاکش سے بنا ہے جس کے معنی محنتی، مشقت اور سختیاں برداشت کرنے والا ہوتا ہے۔ آپؐ بھی بہت ہی محنتی، مشقت اور سختیاں برداشت کرنے والی شخصیت کے حامل تھے۔ وہ آرام طلبی، سستی، بزدلی وغیرہ سے بہت پرہیز کرتے تھے۔ آپؐ کے سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی زندگی بہت ہی فعال زندگی رہی۔ آپؐ عبادت، ریاضت، دعوت (تبلیغ) اور تجارت گویا زندگی کے ہر شعبے میں بہت ہی جفاکشی سے کام لیتے تھے۔ اپنے ذمہ داریوں سے جی نہیں چراتے تھے اور محنت اور لگن سے ہر کام کو سرانجام دیتے تھے۔ زندگی کے شروعاتی دور میں مکہ میں بنو سعد اور دیگر خاندان والوں کی بکریاں چند قراط کے عوض چراتے تھے۔ پھر اپنے چچا کے تجارت کو سنبھالا اور آخر میں حضرت خدیجہؓ کے تجارت کو سنبھال کر کے اپنی جفاکشی کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ آپؐ جس طرح معاشی سرگرمیوں میں جفاکشی کا مظاہرہ کیے ویسے ہی عبادات و دعوتی مشن میں بھی جفاکشی کا مظاہرہ کیا۔ ان کی جوانی عبادت و دعوت کا ایک بہترین نمونہ پیش کرتا ہے۔ اپنے فرض منصبی سے کوتاہی نا برتتے ہوئے پوری لگن محنت اور دیانت داری سے اپنے فرائض کو نبھاتے رہے۔

کار رسالت کے لیے تربیت:

نبوت و رسالت کا منصب اپنے ساتھ بہت بڑی ذمہ داریاں لاتا ہے لہذا جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس منصب سے نوازنا چاہتا ہے اس کی پیدائش کے وقت سے ہی خاص تربیت فرماتا ہے۔ یہ تربیت اللہ تعالیٰ کی خصوصی نگرانی میں ہوتی ہے۔

آپؐ والد کے سایہ عاطفت سے محروم تھے۔ والدہ کی محبت وشفقت بھی بھرپور نہ ملی تھی کیونکہ آپؐ کی پرورش زیادہ دنوں تک حلیمہ سعدیہ کے یہاں ہوا تھا۔ دادا کی محبت و شفقت بھی پوری نہ مل پائی تھی کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس طرح آپ کو بچپن ہی سے تکالیف کے برداشت کرنے کا سبق حاصل تھا جو کار نبوت کے وقت مددگار ثابت ہوتا رہا۔ وہ اپنی کفالت میں اپنے بڑوں کی مدد بکریاں چرا کر اور ان کے تجارت میں حصہ لے کر کرتے رہے تھے اس طرح ان کو زندگی کی ایک اور حقیقت کسب معاش کا بھی بھرپور تعلیم مل چکا تھا۔ مختلف طرح کے تجارتی اسفار سے ان کو نبوت کے بعد دیگر اقوام سے مذاکرت میں مدد ملی۔ حلف الفضول جیسے معاہدہ کی تجدید سے ان کی اس بات کی تربیت کی گئی کہ خیر کے کاموں میں شریک ہونے اور حق کی پاسداری کے لیے کسی بھی حد تک جانے کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے۔ آپ کو اللہ نے ان کے ماحول سے بھی خوب آگاہ کیا تھا جس میں بعد میں انہوں نے کار نبوت کو بہ حسن خوبی نبھایا۔ اس طرح آپؐ اپنی بچپن تا جوانی حق پرستی، مجاہدہ، صبر، جفاکشی کا بھرپور مظاہرہ کرتے رہے۔

روحانی ریاضت:

روحانی کا مطلب ہوتا ہے پاک، صاف مقدس اور ریاضت کا مطلب ہوتا ہے محنت، مشقت اور سختی۔ اس طرح روحانی ریاضت کا مطلب مقدس محنت ومشقت جس کا تعلق براہ راست ہمارے روح سے ہوتا ہے۔ جس محنت سے ہمیں روحانی ترقی ملتی ہے۔ آپؐ کے عمر مبارک کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مزاج میں تبدیلی آئی اور آپؐ تنہائی کی جستجو میں رہنے لگے۔ اسی جستجو میں آپؐ غار حرا پہنچے جو آپ کو کعبہ کے سامنے ہونے اور اس میں کامل تنہائی اور یکسوئی میسر ہونے کی وجہ سے پسند آیا لہذا آپؐ نے وہاں دین ابراہیمی کے مطابق عبادت شروع کی۔ یہی آپؐ کا روحانی ریاضت تھا۔ آپ کبھی دنوں تک غار حرا میں قیام فرماتے۔ اپنے ساتھ توشہ بھی لے جاتے۔ جب توشہ ختم ہوتا تو گھر واپس آتے اور پھر ایک دو روز رہ کر کچھ دنوں کا توشہ لے کر دوبارہ غار حرا چلے جاتے اور عبادت میں مشغول ہوجاتے۔ یہ سلسلہ عرصہ تک چلتا رہا۔

غار حرا میں آپؐ کی اس عبادت و ریاضت کو ”تحنث“ کا نام دیا گیا۔ تحنث کے معنی عبادت کرنے اور گناہوں سے بچنے کے ہیں۔ علامہ عینی کے مطابق اس کے معنی غور وفکر اور عبرت پذیری کے ہیں۔ تحنث نے آپؐ کے قلب مبارک کو وحی کے حصول کے لیے سازگار بنانے میں ابتدائی کام کیا۔

آپؐ اصابت فکر، دوربینی اور حق پسندی کا بلند مینار تھے۔ آپ کو حسن فراست، پختگی فکر وغیرہ وافر مقدار میں ملا ہوا تھا۔ آپؐ اپنی طویل خاموشی سے مسلسل غور و خوض، دائمی تفکیر اور حق کی کرید میں مدد لیتے تھے۔ آپؐ اپنی شاداب عقل اور روشن فطرت سے زندگی کے صحیفے، لوگوں کے معاملات اور جماعتوں کے احوال کا مطالعہ کیا اور جن خرافات میں لوگ مبتلا تھے ان سے سخت بیزاری کا اظہار کیا۔ لوگوں کے جو کام اچھے ہوتے اس میں آپؐ شرکت فرماتے ورنہ اپنی مقررہ تنہائی کی طرف لوٹ جاتے۔ آپؐ نے شراب کو کبھی منہ نہیں لگایا، آستانوں کا ذبیحہ نہ کھایا اور بتوں کے لیے منائے جانے والے تہواروں، میلوں اور ٹھیلوں میں کبھی شرکت نہیں کی۔ باطل معبودوں سے آپ کو سخت نفرت تھی یہاں تک کہ لات وعزیٰ کی قسم کھانا بھی آپ کو گوارا نہ تھا۔ یہ تھی آپؐ کی سبق آموز جوانی کے واقعات جس سے آج کے نوجوانوں کو سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ ﷺ کی جوانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم گناہوں سے اجتناب کریں، لہو ولعب سے پرہیز کریں، مقاصد زندگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اعمال کریں، خرافات سے بچیں، جفاکشی اختیار کریں، آرام طلبی سے اجتناب کریں، دعوت اور حلال کسب معاش کے حصول میں اپنے آپ کو مصروف رکھیں تاکہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کر سکیں اور دونوں جہاں میں کامیاب ہوسکیں۔ عصر حاضر کے ملت کے نوجوانوں کو آپؐ کی سبق آموز جوانی سے نصیحت حاصل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ امت ذلت وخواری، پستی و ناکامیوں سے نجات حاصل کر کے دنیا کی دیگر اقوام کی رہنمائی وقیادت کر سکیں۔

وضاحت: اِس شمارے میں شامل اشاعت، مضامین، تبصروں وغیرہ سے اِدارے کا کلی یا جُزوی طور متفق ہونا لازمی نہیں ۔۔۔۔ اِدارہ

کالم نویس رقلمکار اپنے کالم رمراسلے lazawaljammu@gmail.com پر ارسال کریں